اردو شاعری میں تذکرہ

فاطمہ زہرا

(علیہا السلام)

ڈاکٹر رفیعہ شبنمؔ عابدی
صدر شعبہ اردو
مہاراشٹر کالج، ممبئی

مریمؑ از یک نسبت عیسیٰؑ عزیز
از سہ نسبت حضرت زہراؑ عزیز
نور چشم رحمۃ للعالمینؐ
آن امام اولین و آخرین
بانوی آن تاجدار ہل اتی
مرتضیٰ، مشکل کشا، شیر خدا
مادر آن مرکز پرکار عشق
مادر آن کاروان سالار عشق

ہر علم اپنے اندر دو پہلو رکھتا ہے۔ ایک THEORY یعنی اصول و مبادیات، دوسرے PRACTICE یعنی عمل جس کے ذریعے ان مبادیات کے اطلاق پر روشنی ڈالی جاتی ہے علم دین کے اصول و مبادیات کو شرع یا شریعت کہا جاتا ہے۔ دنیا میں جتنے مذاہب آئے، ان کے بانیوں نے اس مذہب کی THEORY یا اصول و مبادیات پیش کئے لیکن عام طور پر کوئی ایسا کردار یا OBJECT پیش نہیں کیا۔ جو ان مبادیات کو عمل میں لا کے یا (DEMONSTRATE) کر کے دکھاتا۔ اسلام وہ واحد مذہب ہے جس نے قرآن کریم کی صورت میں یا شرع محمدیؐ کی شکل میں دنیا کے سامنے زندگی گزارنے کا ایک لائحہ عمل بھی پیش کیا اور ساتھ ہی حضور اکرمؐ کی ذات اقدس کی صورت میں ایک نمونۂ عمل بھی۔ یعنی قرآن نے جن جن احکامات کا ذکر کیا، حضورؐ نے ان پر عمل کر کے دکھایا۔ مثلاً بیواؤں کی شادی، غلاموں کے ساتھ بہتر سلوک، عورتوں کی عزت، یتیموں کی سربراہی، غریبوں سے ہمدردی، حق گوئی، ایفائے عہد، امانت داری، صداقت، اخلاقی بلندی وغیرہ وغیرہ۔ چنانچہ صدر اوّل اور عہد رسالت کے مسلمانوں نے حضورؐ سے بذات خود بہت کچھ سیکھا، سمجھا اور اسے زندگی کا نصب العین بنایا۔ لیکن اس کا بیشتر فائدہ مردوں کو ہوا جو حضورؐ کی صحبت میں رہے اور ان کے مختلف اعمال و افعال کا مشاہدہ اور پیروی کرتے رہے۔ لیکن یہ کیسے ممکن تھا کہ جو تمام دنیا کے انسانوں کی ہدایت کے لئے آیا ہو، اس کی تعلیمات سے طبقۂ اناث یا عورتیں محروم رہ جاتیں؟ اور مکمل طور پر تاسّی رسولؐ نہ کر پاتیں؟ چنانچہ خدائے تعالیٰ نے عورتوں کی رہنمائی کے لئے جناب فاطمہ زہراؑ کو نمونۂ عمل بنا کر پیدا کیا جن کی تخلیق رسول خداؐ کے صلب سے ہوئی۔

پس فاطمہؑ اس خاتونِ محترم کا اسم گرامی ہے کہ جو دنیا کی بہترین عورت قرار پائیں۔ فاطمہؑ اس عظیم باپ کی بیٹی ہیں کہ جو دنیا میں رحمت للعالمینؐ بن کر آیا، خیر الانامؐ بن کر آیا، سراپا نورؐ بن کر آیا۔ فاطمہؑ اس ماں کی آغوش کی پروردہ ہیں کہ جو سب سے پہلے رسولؐ پر ایمان لائیں اور جس نے اپنی ساری دولت اسلام کی بنیاد واستحکام میں صرف کردی۔ فاطمہؑ اس شوہر کی بیوی ہیں جو وصی رسولؐ اور شیر خدا کہلایا، جس کی شمشیر کی ضرب، دشمنان اسلام کے تمام منصوبوں کو قطع کر گئی۔ فاطمہؑ ان بیٹوں کی ماں ہیں کہ جنہوں نے اسلام کے لئے گھر بار لٹایا، زہر پیا، زیر خنجر گلا رکھ دیا۔ فاطمہؑ ان بیٹیوں کی مادر گرامی ہیں کہ جنہوں نے شام کے بازاروں میں باطل کا پردہ فاش کیا اور حق کا پیغام سنایا۔ فاطمہؑ کی ذات ایک مرکز ہے۔ علامہ اقبالؒ اپنی فارسی مثنوی "رموز بے خودی"، میں جناب فاطمہؑ کا تعارف یوں کرواتے ہیں:

مریمؑ از یک نسبت عیسیٰؑ عزیز
از سہ نسبت حضرت زہراؑ عزیز
نور چشم رحمۃ للعالمینؐ

آن امام اولین و آخرین
بانوی آن تاج دار هل اتی
مرتضی ، مشکل کشا، شیر خدا
مادر آن مرکز پرکار عشق
مادر آن کارواں سالار عشق
مزرعِ تسلیم را حاصل بتولؑ
مادران را اسوۂ کامل بتولؑ

غرضیکہ فاطمہؑ کی عظمتوں کا شمار نہیں کیا جاسکتا۔ وہ فاطمہؑ ہیں، کیوں کہ دنیا میں شر کے جتنے اقسام ہیں اور جن جن چیزوں پر شر کا اطلاق ہوسکتا ہے، وہ ان سب سے محفوظ رکھی گئی ہیں۔ وہ زہراؑ ہیں، کیوں کہ جب آپ محراب عبادت میں کھڑی ہوتی تھیں تو آپ کا نور اہل آسمان کو ایسے روشنی بخشتا تھا جیسے ستارے اہل زمین کو روشنی بخشتے ہیں۔ ام الحسنؑ، ام الحسینؑ، ام السبطینؑ اور ام الائمہؑ ہیں یعنی حسنینؑ یا سبطینؑ کی ماں اور ان سے پیدا ہونے والے تمام آئمہؑ کی ماں۔ وہ ام ابیہا ہیں یعنی وہ اپنے باپ کی ام بمعنی امید، مقصد اور مطلوب ہیں۔ آپ طاہرہ و بتول یعنی مستورات کے ان تمام عوارض سے جو باعث نجاست ہیں، پاک و منزہ ہیں، بلکہ تمام نجاستوں سے پاک و طاہرہ ہیں۔ آپ خاتون جنت ہی نہیں بلکہ تمام خواتین جنت کی سردار اور سیدۃ النساء العالمین ہیں۔ فاطمہؑ ایک حور ہیں، خلقت بنی آدم میں۔ فاطمہؑ عذرا ہیں یعنی تابندہ و روشن۔ آپ تمام صفات علم و کمال میں صاحب برکت تھیں لہٰذا مبارکہ ہیں۔ صدیقہ ہیں، اس لئے کہ تمام عمر کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ راضیہ و مرضیہ ہیں کہ ہمیشہ رضائے الٰہی میں راضی رہیں۔ افضل النساء و خیر النساء ہیں۔ اپنے باپ کی طرح شفیعہ روز جزا ہیں۔ محدثہ ہیں کہ اپنی ماں کے بطن مطہر میں ان سے باتیں کرتی تھیں، جس سے غم زدہ ماں کا دل بہل جاتا تھا۔ اور سب سے بڑھ کر آپ بضعۃ الرسولؐ ہیں یعنی حضورؐ نے فرمایا کہ فاطمہؑ میرا حصہ ہے، مجھے وہ چیز ایذا دیتی ہے جو اسے ایذا دیتی ہے۔ مختصر یہ ہے کہ جناب فاطمہؑ کے بہت سے نام اور القاب ہیں مگر ان کے فضائل بے شمار ہیں۔ خود ارشاد پیغمبرؐ ہے کہ بہترین عورتیں چار ہیں۔ آسیہ زوجہ فرعون، مریم بنت عمران، خدیجہ بنت خویلد اور فاطمہ بنت محمدؐ، لیکن ان چار عورتوں میں تمام عالم کی سیدہ و سردار فاطمہؑ ہیں۔ ۱

جناب فاطمہؑ کی عظمت و فضیلت کا اندازہ اس سے بھی ہوتا ہے کہ کبھی ان کی شان میں آیۂ تطہیر کا نزول ہوتا ہے، کہیں مباہلہ میں بلائی جاتی ہیں، کبھی سورۂ ھل اتی اترتا ہے اور پیدا ہوتی ہیں تو سورۂ اِنَّا اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ کے سائے میں، یعنی کفار کی جانب سے حضورؐ کو بے اولاد اور نسل بریدہ ہونے کا طعنہ دیے جانے کے جواب میں اور مزید یہ کہ خدائے بزرگ و برتر کی جانب سے اس خوش خبری کے ساتھ کہ "بے شک ہم نے (اے رسولؐ) تمہیں کوثر عطا کیا (کثرت اولاد عطا کی)۔ پس تم اپنے رب کی نماز پڑھو اور قربانی دو۔ بے شک تمہارا دشمن ہی بے اولاد رہیگا۔،، اور شب معراج جنت کے اس خوشبو دار سیب کے جوہر سے جو کہ حضورؐ کی پشت مبارک میں جمع فرمادیا گیا اور پھر جناب خدیجۃ الکبریٰ (س) کے بطن مبارک میں منتقل ہوا۔ ۲

چنانچہ ثابت ہوا کہ فاطمہ عالم اسلام ہی نہیں بلکہ سارے عالم کی وہ عظیم ترین خاتون ہیں کہ جن کی مثال نہیں ملتی۔ اسی لئے فاطمہؑ سے عقیدت جزو ایمان تسلیم کی جاتی ہے اور اس کا اظہار باعث برکت و سعادت ہے۔ لہٰذا وہ شعراء جو جناب فاطمہ زہراؑ سے عقیدت رکھتے ہیں، اپنے کلام میں اس کا اظہار کرتے رہے ہیں۔ دنیا کی دیگر زبانوں سے قطع نظر اگر صرف اردو شاعری پر نظر ڈالی جائے تو یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ اردو شاعری کی کوئی صنف ایسی نہیں ہے جس میں جناب سیدہؑ کا ذکر مبارک نہ کیا گیا ہو۔ چاہے وہ غزل ہو یا نظم۔ مثنوی ہو یا مرثیہ قصیدہ ہو یا سلام۔ رباعی ہو یا قطعہ یا ترجیع بند و ترکیب بند ہو، جناب فاطمہؑ کا تذکرہ قدم قدم پر ملتا ہے اور اس طرح ملتا ہے کہ از مہد تا لحد جناب سیدہؑ کی پوری زندگی ہمارے سامنے آجاتی ہے۔

جہاں تک اردو مثنویوں کا تعلق ہے ایسی بے شمار مثنویاں ملتی ہیں جن میں شہدائے کربلا کے علاوہ ائمہ کرام اور چہاردہ معصومینؑ کے فضائل، حالات زندگی اور واقعات و معجزات نظم کئے گئے ہیں۔ اس اعتبار سے جناب سیدہ زہراؑ کا ذکر کہیں ضمناً ملتا ہے اور کہیں خود جناب فاطمہؑ کے حال میں بھی کئی مثنویاں لکھی گئی ہیں۔ جیسے دکن میں ولی ویلوری نے "دعائے فاطمہؑ،، کے نام سے ایک مثنوی لکھی۔ اسی طرح سید اسمٰعیل امروہوی کی مثنوی "وفات نامۂ بی بی فاطمہؑ،، جو ۱۱۰۵ھ کی تصنیف کردہ ہے، جناب فاطمہؑ کی وفات

حسرت آیات کے واقعات پر مبنی ہے۔

اس کے علاوہ شاہ افضل الہ آبادی جو ایک صاحب حال صوفی عالم اور شاعر تھے۔ اور غالبؔ ناسخ کے شاگرد تھے، ان کے ایک نثری ترجمے میں ایک مثنوی پنج تن پاکؑ اور اہل بیتؑ کی شان میں موجود ہے جن میں حضورؐ کو چھوڑ کر بقیہ چہار تن یعنی حضرت علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ اور حسینؑ کو شاہ افضل "اہل بیت"، یا صاحب کساء قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

اللہ رے اہل بیتؑ کی شان
نازل ہوا جن کے حق میں قرآن
آلائش دنیوی سے ہیں پاک
ہیں قلزم اخروی کے تیراک
اصحاب گلیم ہیں یہی چار
مخصوص کریم ہیں یہی چار
کیا رتبہ انہیں دیا نبیؐ نے
اصحاب کساء کہا نبیؐ نے

مثنوی نگاران تمام اصحاب کساء کی مدح کے بعد فرداً فرداً ہر صاحب کساء کی مدح کرتا ہے، جناب فاطمہؑ کی شان میں کہتا ہے:

ایک اس میں سے بنت مصطفٰیؐ ہے
جو زوجہ پاک مرتضیٰؑ ہے
سردار نساء عالمیں ہے
مثل اس کے کوئی کہیں نہیں ہے
مریمؑ جسے اپنا فخر جانے
اور آسیہ جس کو جی سے مانے
ہے مجھ کو پسند قول مالک
جو دین رسولؐ کا ہے سالک
وہ بضعہ پاک مصطفٰیؐ ہے
ہر ایک سے وہ رتبے میں سوا ہے
کہتے ہیں قصیدہ ہم اسی کو
تفضیل اس پر نہیں کسی کو
وہ، وہ ہے کہ جو رہی رضا پر
بیٹوں کو دیا رہ خدا پر

(بحوالہ مثنوی نگاری از علی جواد زیدی صفحہ ۱۲۵)

اس کے علاوہ مصحفی نے ریاض الفصحاء میں آغا محمد حسین برشتہ دہلوی ثم لکھنوی (جنہیں بعض تذکرہ نگاروں نے میرؔ، سوداؔ اور ناسخؔ کا شاگرد بتایا ہے) کی ایک ضخیم مگر ناقص الآخر مثنوی کا ذکر کیا ہے، جو چہاردہ معصومینؑ کے فضائل و مصائب پر مشتمل ہے اور جس کا عنوان ہی غالباً "مثنوی مہ چاردہ"، ہے۔ اس میں بھی جناب فاطمہ زہراؑ کا تذکرہ اور حال موجود ہے۔

علی جواد زیدی نے اپنی کتاب 'مثنوی نگاری' میں مولانا محمد لطیف زنگی پوری کی آٹھ مثنویوں کا ذکر کیا ہے جس میں ایک مثنوی کا عنوان ہے "جلوہ زہراؑ"۔ دکن میں رسم جلوہ دراصل آرسی مصحف یا رخصتی کو کہا جاتا تھا اس مثنوی میں بھی جناب فاطمہ زہراؑ کی رخصتی کا منظر پیش کیا گیا ہے۔ احادیث گواہ ہیں کہ جناب فاطمہؑ کا عقد پہلے آسمان پر ہوا پھر باقاعدہ زمین پر۔ یہ شادی آسمان میں کچھ اس طرح انجام پائی کہ خدا ولی عقد تھا۔ جبرئیلؑ نے خطبہ پڑھا، میکائیلؑ نے ندا دی، اسرافیلؑ نے دعوت دی، عزرائیلؑ نے بہشت کو سجایا۔ سدرۃ المنتہٰی کی آرائش کی گئی۔

> ## جناب فاطمہؑ کی عظمت و فضیلت کا اندازہ
>
> **اس سے بھی ہوتا ہے کہ کبھی ان کی شان میں آیۂ تطہیر کا نزول ہوتا ہے، کہیں مباہلہ میں بلائی جاتی ہیں، کبھی سورۂ ھل اتی اترتا ہے اور پیدا ہوتی ہیں تو سورۂ اِنَّا اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَر کے سائے میں**

جنت کی حوروں نے جناب فاطمہؑ کا سنگھار کیا اور درخت طوبیٰ نے یاقوت و زبرجد، ہیرے موتی نچھاور کئے۔ دنیاوی عقد و نکاح کے کچھ دنوں بعد حضورؐ کی جانب سے فاطمہؑ کی رخصتی کا اہتمام کیا گیا جو نہایت سادہ مگر پُر شکوہ تھا۔ مولانا لطیفؔ زنگی پوری اس منظر کو یوں پیش کرتے ہیں:

بصد زینت ہوئیں زہراؑ روانہ
تن اقدس پہ تھا جوڑا شہانہ
اگرچہ تھا نہ کروفر سے مطلب
مگر یہ لوگ تھے حق کے مقرب
سدا خالق نے ان کے ناز اٹھائے
فرشتے خود اُسے پوشاک لائے
بہشتی پیرہن زیب بدن تھا

سراپا نور کے سانچے میں تن تھا
یہاں لغزش ہوئی میرے سخن کو
شرف زہراؑ سے تھا، اس پیرہن کو

فضائل سیدہؑ کے متعلق اتنی روایتیں مشہور ہیں کہ ان کا بیان کرنا مشکل ہے۔ البتہ ایک روایت عام طور پر ان کے معتقدین، خصوصاً خواتین میں مقبول ہے اور ہندستان میں تو عام ہے، وہ ہے "جناب سیدہؑ کی کہانی۔" عورتیں اکثر مصائب کے وقت منت مانتی ہیں کہ اگر وہ اس مشکل سے چھوٹ گئیں تو جناب سیدہؑ کی کہانی سنیں گی۔ کہانی کی صداقت کے بارے میں کچھ کہا نہیں جاسکتا لیکن اہمیت عقیدے اور عقیدت کی ہے۔ مختار مبارک پوری نے ایک مکمل مثنوی اسی کہانی کے بیان میں تحریر کی ہے گویا یہ مثنوی جناب سیدہؑ کی کہانی کی منظوم شکل ہے۔ زبان صاف اور رواں ہے۔ ابتدائی حصہ ملاحظہ ہو:

یہ کسی شہر کا ہے اک قصہ
اس میں کوئی سنار رہتا تھا
اس کی بیوی فرشتہ سیرت تھی
پاک دامن تھی، نیک سیرت تھی

مختار مبارک پوری نے ایک مکمل مثنوی اسی کہانی کے بیان میں تحریر کی ہے گو یا یہ مثنوی جناب سیدہؑ کی کہانی کی منظوم شکل ہے۔ زبان صاف اور رواں ہے۔ ابتدائی حصہ ملاحظہ ہو:

یہ کسی شہر کا ہے اک قصہ
اس میں کوئی سنار رہتا تھا

پہنچی اک دن کنوئیں پہ بھرنے آب
سن کے یہ شور ہوگئی بے تاب
اس کا نور نظر کمہار کے گھر
جلتے آوے میں گر گیا جاکر
اس قدر روئی ممتا کی ماری
ہوگئی اس پہ اک غشی طاری
اسی حالت میں دیکھا اس نے خواب
ایک بی بی الٹ کے اپنا نقاب
نرم لہجے میں اس سے کہنے لگیں
اس قدر ہورہی ہو کیوں غمگیں

اور یہ بی بی جناب سیدہؑ کے علاوہ اور کوئی نہیں تھیں۔

جناب فاطمہؑ کے حال میں ایک قابل ذکر مثنوی سید اسمٰعیل حسین خان منیر کی معراج المضامین ہے جو ۱۲۸۶ھ میں مطبع گلشن باقری، لکھنؤ سے طبع ہوئی۔ یہ طویل مثنوی در اصل معجزات آئمہ معصومینؑ کے بیان میں ہے۔ اور اسی ضمن میں جناب فاطمہ زہراؑ کا تذکرہ بھی موجود ہے۔ سب سے پہلے فضائل جناب سیدہؑ بیان کیے گئے ہیں:

جناب فاطمہؑ، صدیقہؑ پاک
گرامی دختر سلطان لولاکؐ
جگر بند نبیؐ، محبوب حق
فلک کی روشنی، جنت کی رونق
لقب انسیہ الحورا و زہراؑ
حریم پاک پر حوروں کا پہرا
عیاں ہے علم اشرف فاطمہؑ کا
گواہ اس پر ہے مصحف، فاطمہؑ کا
خدا و مصطفٰےؐ کرتے تھے خاطر
فرشتے خدمت اقدس میں حاضر
کریم، طاہرہ، مخدومہ زہراؑ
شفیعہ، صادقہ، معصومہ زہراؑ
صغائر سے، کبائر سے بھی طاہر
زمان مہد سے تا وقت آخر
خوشی میں، رنج میں، پاکیزہ اوقات
سوائے حرف حق ہرگز نہ کی بات
موافق مرضی خالق سے گفتار
نبیؐ سے متحد کردار و رفتار
زمانہ بھر میں جو آب و نمک ہے
انھیں کے مہر میں وہ حشر تک ہے

پھر ساقی نامے کا آغاز ہوتا ہے۔ جناب سیدہؑ کے حال میں ساقی نامہ لکھنا بڑا نازک مقام تھا مگر شاعر پورے ہوش وحواس کے ساتھ ادب کی ان منزلوں سے گزر گیا، یہ کہہ کر کہ:

پلا ساقی شراب پاک تسنیم
کہ جس کا نشہ ہو آداب و تسلیم
دکھا دے مجھ کو مے خانۂ نور
جہاں ہوں مہوش پیمانۂ نور

دو ے خانہ جہاں ہو بادۂ شرم
جہاں کا فرش ہو سجادۂ شرم
وضو کے واسطے ہو آب کوثر
قلم ہو شاخ طوبیٰ سے فزوں تر
ورق ہو صفحۂ پیشانیٔ نور
مداد پاک دود شعلۂ طور
بتائیں راز پوشیدہ سرافیلؑ
ادب سے لکھنے بیٹھیں اس کو جبریلؑ
بہم ہوں جب یہ اسباب سعادت
تو لکھی جائے زہراؑ کی ولادت

اس کے بعد ولادت زہراؑ کا حال قلم بند کیا ہے۔ امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے کہ جب وقتِ ولادت زہراؑ قریب ہوا تو بی بی خدیجہؑ تنہائی کی وجہ سے غم ناک ہونے لگیں۔ اسی دوران انہوں نے ایک کنیز کو اپنی سہیلیوں اور قریش کی عورتوں کے پاس روانہ کیا اور پیغام دیا کہ پرانے کینے کو فراموش کر دو اور اس نازک موقع پر میری مدد کو آؤ۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ کنیز روتی ہوئی واپس آئی اور کہا کہ جس کے گھر کا دروازہ میں نے کھٹکھٹایا اس نے مجھے اندر آنے نہیں دیا۔ سب نے یک زبان ہو کر یہی کہا کہ خدیجہؑ سے کہہ دو کہ تم نے ہماری نصیحت قبول نہ کی تھی اور ہماری مرضی کے خلاف ایک فقیر و یتیم سے شادی کر لی تھی، اس لئے نہ ہم تمہارے گھر آ سکتے ہیں اور نہ تمہاری مدد کر سکتے ہیں۔۸ جناب خدیجہؑ یہ سن کر دل گیر ہو گئیں اور خالق دو جہاں سے دعا مانگنے لگیں۔ اس کے بعد کی روایت منیرؔ یوں نظم کرتے ہیں:

ابھی تھیں بے کسی سے آپ ناچار
کہ آئیں سامنے سے عورتیں چار
کشیدہ قامت و خورشید پیکر
لباس جسم پاکیزہ سراسر
دل مخدومہ میں آیا یہی دھیان
بنی ہاشم کی شاید ہیں یہ نسوان
وہ بولیں کیوں تردد میں ہیں حضرت
خدا نے ہم کو بھیجا بہر خدمت
یہ کی تقدیر نے اپنی رسائی
کہ حضرت کی بنیں دائی، جنائی
یہ مریم ہیں، میں ہوں سارہ مقرر
سوم کلثوم ہیں، موسیٰ کی خواہر
چہارم آسیہ بنت مزاحم
خدا کی مورد لطف و مراحم
ہوئیں خدمت میں وہ جس وقت حاضر
ولادت کے ہوئے آثار ظاہر
غرض چمکا یکایک کوکب نور
ہوا ظاہر خدا کا راز مستور
تجلی ہو گئی بالائے افلاک
فرشتوں کو ہوا دشوار ادراک
کہا ہاتف نے یہ ہے نور زہراؑ
فروغ دیدۂ مہ نور زہراؑ

منیرؔ آگے چل کر شمعون یہودی والی مشہور روایت نظم کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ایک سائل آنحضرتؐ کے پاس مسجد میں آیا وہ بھوکا تھا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کون ہے جو اس کو کھانا کھلائے۔ حضرت سلمان اٹھے اور اعرابی کو ساتھ لے کر خانۂ زہراؑ تک آئے اور سارا ماجرہ جناب سیدہؑ کو بتایا۔ مگر یہاں تین دن سے فاقہ تھا۔ جناب سیدہؑ نے حضرت سلمان کو اپنی چادر دی کہ شمعون یہودی کے پاس لے جاؤ اور اسے گروی رکھ کے جنس لے آؤ۔ حضرت سلمان نے ایسا ہی کیا اور وہاں سے جَو لے کر واپس آئے، جناب سیدہؑ نے اسی وقت جو چکی میں پیسے اور روٹی پکا کر سلمان کے حوالے کی۔ حضرت سلمان نے کہا اس میں سے کچھ حسنینؑ کے لئے بھی رکھ لیجئے۔ مگر آپ نے فرمایا کہ جو چیز راہ خدا میں دے دی، اُسے واپس لینا مناسب نہیں۔"۹ منیرؔ شمعون یہودی کی زبان سے چادر زہراؑ کی مدح میں فرماتے ہیں:

یہودی نے ردا کو لے کے کھولا
بہائے اشک عبرت اور بولا
کہ اے سلمان زہد انبیا دیکھ

حضرت سلمان نے ایسا ہی کیا اور وہاں سے جَو لے کر واپس آئے جناب سیدہؑ نے اسی وقت جو چکی میں پیسے اور روٹی پکا کر سلمان کے حوالے کی۔ حضرت سلمان نے کہا اس میں سے کچھ حسنینؑ کے لئے بھی رکھ لیجئے۔ مگر آپ نے فرمایا کہ جو چیز راہ خدا میں دے دی، اُسے واپس لینا مناسب نہیں۔

ردائے دختر خیرالوریٰ دیکھ
کہ جس زہد کے موتی نے اوصاف
حقیقت میں وہی یہ زہد ہے صاف
یہ کہہ کر وہ ہوا دل سے مسلماں
ملا فیض ردا سے اس کو ایماں
ردائے پاک کا دیکھو تو اعجاز
ہوا اسلام سے گھر اس کا ممتاز

مرزا دبیر نے بھی تقریباً چار ہزار سے زیادہ اشعار پر مشتمل ایک مثنوی احسن القصص لکھی ہے جس میں ہر ایک معصوم کی ولادت کا حال نظم کیا ہے اور ان کے معجزات کا ذکر بھی موجود ہے۔ ایسی مثنویاں عام طور پر میلادناموں کی حیثیت سے یوم ولادت کے باسعادت موقعوں پر پڑھی جاتی تھیں۔ یہ مثنوی مختلف حصوں میں منقسم ہے اور ہر حصے کے لئے ایک مخصوص عنوان مقرر کیا گیا ہے اور بیشتر حصے اور ضمنی واقعات ساقی نامے سے ہی شروع ہوتے ہیں اس کے بعد حالات معصومینؑ دئے گئے ہیں۔ ۱۰؎ مثلاً حال حضرت فاطمہ زہراؑ یوں شروع ہوتا ہے:

بیا ساقی در بزم ایمان بیا
بدہ ساغر حب خیر النساء

اس کے بعد "حالات ولادت باسعادت حضرت فاطمہ زہراؑ" کے عنوان سے خاتون جنت کی ولادت کا حال نظم کیا ہے۔ مثنوی کا یہ حصہ ۲۱۵ اشعار پر مشتمل ہے۔ دو شعر ملاحظہ ہوں:

زمیں پر کھڑی ہیں صفیں نور کی
زمانے میں آمد ہے کس نور کی
نثار اس تجلی پہ جبرئیل ہے
در عرش اعظم کی قندیل ہے ۱۱؎

مثنویوں کے علاوہ جس صنف میں جناب فاطمہ زہراؑ کا ذکر سب سے زیادہ ملتا ہے، وہ ہے مرثیہ۔ گو کہ اردو مرثیے کا خاص موضوع واقعہ کربلا اور ذکر شہدائے کربلا ہے لیکن کربلا کے اکثر شہیدوں کا تعلق اولاد فاطمہؑ یا اصحاب وانصار اولاد فاطمہؑ سے ہے۔ لہٰذا کسی طرح مرثیوں میں تذکرۂ فاطمہ زہراؑ کا پہلو نکل ہی آتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ابتدا سے تاحال اردو مرثیہ فاطمہ زہراؑ کے تذکروں سے پُر ہے۔ یہاں تمام مرثیہ نگاروں کے مراثی کا جائزہ لینا مشکل بھی ہے اور محال بھی۔ صرف بعض مرثیوں سے چند مثالیں دی جارہی ہیں۔ جن سے اندازہ ہوگا کہ جناب فاطمہؑ کا ذکر مبارک کبھی مرثیے کا مطلع بن کر نمودار ہوا ہے اور کبھی کسی شہید کی شہادت پر جناب فاطمہؑ کی فریاد ملتی ہے۔ ان میں سے بعض کسی روایت سے شروع ہوتے ہیں۔ بعض میں کسی خاص واقعے کی طرف اشارہ ملتا ہے۔ بعض مصرعے بیانیہ ہیں۔ بعض میں شاعر عزاداران کربلا سے جناب فاطمہؑ کے تعلق سے خطاب کرتا ہے، ملاحظہ ہو:

مثنویوں کے علاوہ جس صنف میں جناب فاطمہ زہراؑ کا ذکر سب سے زیادہ ملتا ہے، وہ ہے مرثیہ۔ گو کہ اردو مرثیے کا خاص موضوع واقعہ کربلا اور ذکر شہدائے کربلا ہے لیکن کربلا کے اکثر شہیدوں کا تعلق اولاد فاطمہؑ یا اصحاب وانصار اولاد فاطمہؑ سے ہے۔ لہٰذا کسی طرح مرثیوں میں تذکرۂ فاطمہ زہراؑ کا پہلو نکل ہی آتا ہے۔

۱۔ لہو روتی ہیں بی بی فاطمہؑ اپنے حسینیاں تمیں۔
—(فریادی) (قلی قطب شاہ)

۲۔ فاطمہؑ کے پوت بن اس جگ منیں نور کیں
—(بیانیہ) (قلی قطب شاہ)

۳۔ اے مومنو خاتون قیامت سے ہو آگاہ۔
—(خطابیہ) (غم گین)

۴۔ کہتی تھی فاطمہؑ کہ مرا گل بدن حسینؑ۔
—(فریاد فاطمہؑ) (احسان)

۵۔ فاطمہ زہراؑ کو الفت باپ سے تھی جو مدام۔
—(واقعاتی) (افسردہ)

۶۔ ہے روایت فاطمہؑ محشر میں ہو جب داد خواہ
—(روایت) (افسردہ)

۷۔ خانہ زاد حق کی جس دم خانہ آبادی ہوئی۔
—(واقعاتی) (افسردہ)

۸۔ خبر حسینؑ کی جس دم بتولؑ نے پائی۔
—(واقعاتی) (افسردہ)

۹۔ رن میں خاتون قیامت کی سواری آئی۔
—(بیانیہ) (افسردہ)

۱۰۔ بنت نبیؐ فاطمہ کہتی ہیں اے ذوالجلال۔
—(فریادی) (مہربان خان۔ کلیات سودہ)

۱۱۔ دل خیر النساء جس دم کراہا۔

—(بیانیہ) (مہربان خان۔ کلیات سودہ)

۱۲۔ جو فاطمہؑ پہ بعد نبیؐ کے ستم ہوا۔

—(بیانیہ) (میر خلیق)

۱۳۔ مومنو! خیر النساء بنت حبیب کردگار۔

—(خطابیہ) (میر خلیق)

۱۴۔ عزیزو! آج دل کو فاطمہؑ کے بے قراری ہے

—(خطابیہ) (میر خلیق)

۱۵۔ فاطمہؑ خلد سے جب چاک گریباں آئی۔

—(واقعاتی) (میر خلیق)

۱۶۔ یارو! چمن فاطمہؑ کیا صرف خزاں ہے۔

—(خطابیہ) (میر ضمیر)

۱۷۔ ایک دن فاطمہؑ کو دیکھو گی گریاں زینبؑ۔

—(خطابیہ) (میر ضمیر)

۱۸۔ ہے دختر خاتون قیامت کا عجب حال۔

—(بیانیہ) (میر انیس)

۱۹۔ اب جائیں کہاں بیٹیاں زہراؑ و علیؑ کی۔

—(بیانیہ) (میر انیس)

۲۰۔ زہراؑ کے مرقع کو مٹایا جو قضا نے۔

—(واقعاتی) (مرزا دبیر)

۲۱۔ ہو گئی گریۂ زہراؑ سے قیامت ظاہر۔

—(بیانیہ) (مرزا دبیر)

۲۲۔ خاتون کائنات جناب بتولؑ ہیں۔

—(بیانیہ) (مرزا دبیر)

۲۳۔ مریمؑ سے بھی بتولؑ کو رتبہ سوا ملا۔

—(واقعاتی) (مرزا دبیر)

۲۴۔ تاروں کی روشنی میں وہ آنسو بتولؑ کے۔

—(بیانیہ) (جوش)

۲۵۔ فاطمہؑ کی گود سے ابھرا وہ نور حق نگر۔

—(بیانیہ) (امید فاضلی)

اس کے علاوہ مرثیوں کے کرداروں کے ذریعے جناب فاطمہؑ کا ذکر کیا گیا ہے۔ مثلاً حسنینؑ (خاص طور پر امام حسینؑ) کے لئے جو الفاظ والقاب استعمال ہوئے ہیں۔ وہ جناب فاطمہؑ کی نسبت کو ظاہر کرتے ہیں۔ جیسے:

خیر النساء کا پیارا، بی بی زہراؑ کا لاڈلا، یوسف زہراؑ، سرو فاطمہؑ، فاطمہؑ کی گود کا پالا، زہراؑ کا چاند، پور بتولؑ، زہراؑ کا لال، جگر بند زہراؑ، فاطمہؑ کا نور چشم، فاطمہؑ کا پوت وغیرہ۔

☆☆☆☆☆☆

(باقی آئندہ)

حوالے:

۱۔و۔۲۔ یہ تمام القاب واسمائے گرامی اور واقعات مختلف احادیث وروایات کی روشنی میں تحریر کئے گئے ہیں۔ حوالے بہت زیادہ ہیں لہٰذا کتابوں کے نام نہیں دئے گئے۔

۳۔ حدیث کساء اور آیۂ تطہیر کی طرف اشارہ ہے۔ اس آیت کے شان نزول کے سلسلے میں جناب عائشہ، جناب ام سلمیٰ، معقل بن سیار، ابی الحمراء حذری، انس بن مالک، سعد بن ابی وقاص، واثلہ ابن اسقعہ، حسن ابن علیؑ، علیؑ ابن ابی طالبؑ، ابو سعید حذری، زینب، ابن عباس وغیرہ سب اس بات پر متفق ہیں کہ ان ہی پنج تن پاک کے حق میں آیۂ تطہیر اتری ہے اور اصحاب کساء بھی یہی ہیں۔

۴۔ صاحب موٗطا، امام مالک جنہوں نے بضعۃ منی، اور سیدۃ النساء العالمین، والی حدیث کا ذکر کیا ہے۔

۵۔ بحار الانوار صفحہ ۳۵۔ بحار ۴۳/۱۰۹۔۱۱۰۔ کفایۃ الطالب ۳۰۰۔ دلائل الامامۃ ۱۱۲/۱۱۷

۶۔ بحوالہ مثنوی نگاری از علی جواد زیدی صفحہ ۴۶۔

۷۔ حدیث ہے کہ رسول پاکؐ نے فرمایا "آسمان میں قدرت کی طرف سے زمین کا خمس فاطمہؑ کا مہر مقرر ہوا۔ لہٰذا جو شخص جناب سیدہؑ اور ان کی اولاد سے بغض رکھتے ہوئے زمین پر چلے گا اس کے لئے تا روز قیامت زمین پر چلنا حرام ہے۔" بحار الانوار صفحہ ۳۵۔

۸۔ بحار الانوار صفحہ ۴۳۔ دلائل الائمہ صفحہ ۸

۹۔ خاتون جنت۔ مؤلفہ ملک محمد دین صفحہ ۱۲۴، ۱۲۵۔

۱۰۔ بحوالہ مرزا سلامت علی دبیر۔ محمد زمان آزردہ صفحہ ۱۸۸۔

۱۱۔ حضرت امام جعفر صادقؑ نیز علماء کی اسانید سے روایت ہے کہ حضورؐ نے محمدؐ و آل محمدؐ کی خلقت نورانی کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ جس وقت خدا نے فرشتوں کا محمدؐ و آل محمدؐ کے بارے میں امتحان لینا چاہا تو ان پر ایک تاریکی ایسی طاری کر دی کہ وہ گھبرا گئے اور تنگ آ کر عرض کرنے لگے کہ خدایا ان انوار کی برکت سے حالت کو بدل دے تو خدا نے ایک نورانی قندیل بنام حضرت فاطمہؑ جانب عرش آویزاں کر دی۔ جس کی وجہ سے تمام آسمان وزمین روشن ومنور ہو گئے۔

☆☆☆☆☆☆